مولانا عبدالقیوم حقانی
مہتمم جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحبؒ
منفرد خصوصیات اور امتیازات

آج قلم کو اس عظیم ہستی کا نثری مرثیہ کہنا پڑ رہا ہے جو ساری عمر قوم وملت کی غم گسار رہی' محدث جلیل شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ کی وفات کا سانحہ صرف دارالعلوم حقانیہ' حقانی برادری' سرحد وبلوچستان یا صرف پاکستان، افغانستان کا سانحہ نہیں بلکہ عالمی سطح پر علمی اور مذہبی دنیا کا عظیم سانحہ ہے بڑا حادثہ ہے حضرت ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب اپنے وقت کے عظیم داعی' جلیل القدر محدث' متبحر فاضل' معروف ومحبوب خطیب اور صاحب بصیرت مدبر تھے، ان کی محدثانہ جلالت قدر مسلم تھی، علم حدیث اور فقہ وتفسیر میں ان کا پایہ بہت بلند تھا، تقریباً دو عشرے دارالعلوم حقانیہ میں ان کا علمی فیضان جاری رہا، درس وتدریس اور افاضۂ علم کے سلسلے قائم رہے ملکی اور قومی امور' جہادی معرکوں اور اصلاح انقلاب امت جیسے اہم مشن میں بھی ان کا بڑا حصہ رہا ہے علمی ودینی حلقوں' جامعات ومدارس' قومی وملی قائدین' علماء وزعماء اور صلحاء بلکہ عامۃ المسلمین میں ان کی حیثیت' معتدل المزاج عالم دین اور غیر متنازعہ تھی ان کے علم وعمل' تقویٰ ودیانت' فہم وفراست' اخلاق وسیرت اور استغناء وبے نیازی کا بڑا اثر تھا۔

ملک، قوم وملت اور جہادی حوالے سے افغانستان وپاکستان کے عوام کو ان سے اصلاح' قیام امن اور اصلاح انقلاب امت کی بڑی امیدیں وابستہ تھیں لیکن افسوس کہ موت نے اس کا موقع نہ دیا اور علم وعمل کی یہ شمع دفعۃً خاموش ہوگئی اس سانحہ سے علمی ومذہبی دنیا ایک جلیل القدر عالم سے محروم ہوگئی۔

خاص وصف

شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کا ایک خاص وصف دعوت وتبلیغ اور تقریر وخطاب کے ذریعہ فروغ دین کی مخلصانہ مساعی کی جدوجہد تھی، وہ تقریر وتحریر کا فطری ذوق رکھتے تھے مواعظ اور اصلاحی اجتماعات میں بڑی دلچسپی لیتے تھے اسی مناسبت سے ملک بھر کے دینی مدارس' جامعات اور مذہبی جماعتیں انہیں خصوصیت سے مدعو کرتے تھے، رجب' شعبان میں جامعات کے ختمات بخاری کے لئے انہیں ملک بھر کیطویل اسفار کرنے پڑتے

تھے، تحریر کے حوالے سے ان کے مضامین بہت دلچسپ ہوا کرتے تھے۔ ماہنامہ الحق اور ماہنامہ القاسم کی فائلوں سے حضرت کے تمام مضامین' خطبات اور تقاریر مرتب کر کے گنجینۂ علم وعرفان کے نام سے القاسم اکیڈمی سے چھپ کر منظر عام پر آ گئے ہیں۔

مولانا عبدالحقؒ کے علوم و معارف کے شارح

حقانی فضلاء اور حقانیہ کے حلقہ میں یہ بات برملا کہی جاتی ہے کہ شیخ الحدیث مولانا سید شیر علی شاہ صاحبؒ کو، محدث جلیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے علوم و معارف پر پورا احتواء حاصل ہے وہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے علوم' مضامین معانی اور فکر کو لے کر اپنی زبان پر اور اپنی طرز میں اس طرح ادا کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کے دلنشین ہو جاتے ہیں شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے علوم و معارف اور ان کی تعبیر و تشریح بہت سہل ہوا کرتی تھی مولانا سید ڈاکٹر شیر علی شاہ......زمانہ کی زبان میں اس کی تعبیر و تفہیم کو انہی کے انداز میں تسہیل سے بیان کر دیتے ہیں۔

حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحبؒ بڑے خطیب' ادیب اور اچھے مقرر تھے، عالمانہ استدلال کے ساتھ بڑے دلچسپ قصے اور لطیفے بھی بیان کرتے تھے جس سے اہل محفل کو بڑی دلچسپی ہوتی تھی اور ظریفانہ فقرے اس طرح ادا کرتے تھے کہ خود نہیں ہنستے تھے مگر دوسروں کو ہنسا دیتے تھے ان کی تقریروں میں کافی دلائل بھی ہوتے تھے اور سیاسی، علمی، تبلیغی اور واعظانہ ہر قسم کے بیان پر ان کو قدرت حاصل تھی ذہانت و طباعی اور بدیہہ گوئی ان کی تقریروں سے نمایاں تھی۔

دارالعلوم حقانیہ کے فیوضات کی زندہ جاوید مثال

پاکستان میں مسلمانوں کو محدث جلیل شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ کے سلسلہ علم و عرفان جامعہ دارالعلوم حقانیہ سے جو علمی و عملی اور دینی و روحانی فیوض حاصل ہوئے، وہ خود اپنی مثال آپ ہیں، یہ پورا سلسلہ علم و عمل......

این سلسلہ از طلائے ناب است
این خانہ تمام آفتاب است

کا مصداق ہے اس سلسلہ میں آسمان علم و ہدایت کے ایسے ایسے مہر و ماہ پیدا ہوئے جن کی روشنی سے پورا عالم منور ہو رہا ہے اور آج سرحد و بلوچستان اور افغانستان اور ملک و بیرون ملک میں حقانی فضلاء کی صورت میں علم و عرفان کی جو روشنی بھی نظر آتی ہے وہ سب ہی ان ہی نفوس قدسیہ کا پرتو ہے ڈاکٹر سید شیر علی شاہ بھی اسی نورانی محفل کی ایک شمع فروزاں تھے جو اپنے شیخ مولانا عبدالحقؒ کے علوم و معارف کے ترجمان اور انہی کے اعمال و اخلاق کے روشن نشان تھے۔

ان کی ذات سے ایک مخلوق کو علمی کمال حاصل ہوا، جہاد کی میدانوں کی سیادت ملی، شیخ الحدیث مولانا شیر علی شاہ اپنی صفات، خصوصیات، اداؤں، مزاج، طبعی نہاد اور روحانی رنگ میں منفرد تھے ان کے ساتھ ان کی خصوصیات بھی ختم ہوگئیں ......

ع وہ بات کوہ کن کی گئی کوہ کن کے ساتھ

بہت بڑا ستون گر گیا

موت کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہر وقت اس کا بازار گرم رہتا ہے لیکن بعض موتیں وہ ہوتی ہے جن سے ایک قوم اور ایک ملت کی پوری عمارت متزلزل ہوجاتی ہے حضرت ڈاکٹر صاحب کی وفات بھی انہی میں سے ہے ......

فما كان قيس هلكه هلك واحد
و لكنه بنيان قوم تهدما

ان کی موت سے دینی مدارس کے حوالے سے، درس وتدریس کے حوالے سے، وعظ وخطاب کے حوالے، جہادی مساعی، دعوت اتحاد اور اصلاح انقلاب امت کے حوالے سے ہماری قومی وملی عمارت کا بہت بڑا ستون گر گیا، حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کی پوری زندگی اور زندگی کا ہر لمحہ قرآن وحدیث' علوم نبوت' جہاد اسلام اور ملک وملت کی خدمت میں گذرا، حتیٰ کہ آخری لمحات میں بھی اس سے غافل نہیں رہے، جیسے شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق کے نام ان کے سانحہ ارتحال سے چند لمحے قبل لکھے گئے خط سے عیاں ہے۔ان کی پوری زندگی ایک سعی پیہم اور جہد مسلسل تھی۔ وہ ہمہ جہتی اشغال کے ساتھ علمی مذاق بھی رکھتے تھے ان کا کتب خانہ ان کے علمی ذوق کا شاہد ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کو اپنی عنایتوں اور رحمتوں سے شاد کام کرے۔ (آمین ثم آمین)

موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا ایک پیغام ہے
موت کو سمجھے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی